الکلام المقبول فی طہارت نسب الرسول ﷺ

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ اسلام میں سارے نسب وخاندان برابر ہیں کوئی کسی سے افضل نہیں۔ لہذا سید، پٹھان، تیلی، نائی دھوبی سب یکساں درجہ رکھتے ہیں۔ تقویٰ سے فضیلت ہے۔ نسب سے نہیں یہ بھی کہتا ہے کہ کسی کے پرہیزگار باپ دادا کام نہ آئیں گے صرف اپنے اعمال کام آئیں گے۔ زید یہ آیت پیش کرتا ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَاکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ میں تم سے عذاب الٰہی دفع نہیں کر سکتا۔
عمر کہتا ہے کہ نہیں بلکہ سید تمام خاندانوں سے افضل ہیں اور بزرگوں کی اولاد کو ان کے باپ دادا کی نیکی ضرور کام آئے گی فرمایا جاوے کہ کس کا قول درست ہے۔ **بیّنوا وتوجروا**

الجواب : ان دونوں مسئلوں میں عمر کا قول صحیح ہے اور زید کا قول غلط و باطل ہے۔ حضرات سادات کرام کا نسب دوسرے نسبوں سے اعلیٰ و افضل ہے اور مومنوں کے صالح بزرگوں کے نیک اعمال انشاء اللہ تعالیٰ اولاد کے ضرور کام آئیں گے۔

یہ دونوں مسئلے قرآن کریم کی آیات، احادیث صحیحہ اور عقلی دلائل وغیرہ سے ثابت ہیں۔ ملاحظہ ہوں :

دلیل نمبرا : رب تعالیٰ فرماتا ہے :

وَاَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ بِاِيْمَانٍ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ	ہم جنت میں مومنوں کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے اعمال سے کچھ کم نہ کریں گے۔

لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مومن اولاد انشاء اللہ تعالیٰ قیامت میں حضور کے ساتھ رہے گی۔ اس سے سادات کرام کے نسب کی عظمت بھی ثابت ہوئی اور بزرگوں کے اعمال کا کام آنا بھی معلوم ہوا۔

آیت ۲

قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى	فرما دو اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں تبلیغ نبوت پر کچھ معاوضہ طلب نہیں کرتا صرف قرابت کی محبت چاہتا ہوں

اس آیت کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ میرے حق کی وجہ سے میرے عزیزوں اہل قرابت سے محبت کرو۔ معلوم ہوا کہ سادات کرام جو حضور کے اہل قرابت اور اولاد ہیں ان سے حضور کی خاطر محبت کرنا لازم ہے۔ دیگر خاندانوں کا یہ حال نہیں۔

آیت ۳

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ	جان رکھو کہ جو کچھ غنیمت تم حاصل

شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسَاکِيْنِ۔

کرو۔ اس کا پانچواں حصہ اللہ رسول اور رسول کے اہلِ قرابت اور یتیموں اور مسکینوں کے لئے ہے۔

معلوم ہوا کہ زمانہ شریف میں مالِ غنیمت کے خمس میں حضور کے اہلِ قرابت کا علیحدہ اور مستقل حصہ تھا۔ بلکہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اب بھی سیّدوں کو اس خمس سے حصہ ملے گا۔ دُوسرے خاندانوں کو یہ عزّت حاصل نہیں۔

آیت ۴

وَکَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَا اَشُدَّهُمَا يَسْتَخْرِجَا کَنْزَهُمَا۔

حضرت خضر نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اس دیوار کے نیچے دو بچوں کا خزانہ ہے ان دونوں کا باپ نیک مرد تھا اس لئے رب نے چاہا کہ یہ بچے بالغ ہوں اور اپنا خزانہ نکال لیں

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دو یتیموں پر رب نے اس لئے رحم فرمایا کہ ان کا باپ متقی مرد تھا۔ پتہ لگا کہ نیکوں کی نیکیاں اولاد کے کام آتی ہیں لہٰذا حضور کی نیکیاں سادات کرام کو ضرور کام آئیں گی۔

آیت ۵

وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْکِتٰبَ۔

ہم نے حضرت ابراہیم کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام کے بعد سارے نبی آپ ہی کی اولاد میں ہوئے اور ساری کتابیں اور یہ صحیفے آپ کی اولاد پر آئے۔ اولادِ ابراہیم کو یہ عظمت اسی وجہ سے حاصل ہوئی کہ وہ ابراہیمی ہیں۔ لہٰذا آپ کا نسب اشرف ہے۔

آیت ۶

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ٥

اے یعقوب علیہ السلام کی اولاد میری وہ نعمت یاد کرو جو میں نے تم پر کی اور میں نے تم کو اس زمانہ میں تمام جہانوں پر بزرگی دی۔

معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام کا نسب انبیاء اعلیٰ ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کی اولاد کو تمام خاندانوں سے اونچا کیا تھا۔ لہٰذا یقیناً حضور علیہ السلام کے خاندان والے سادات کرام آج تمام جہانوں سے اعلیٰ خاندانی ہیں۔

آیت ۷: وَاذْكُرُوْا اٰلَآءَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ٥

اے یعقوب علیہ السلام کی اولاد میری نعمتوں کو یاد کرو جو تم پر ہیں کیونکہ تم میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا۔

معلوم ہوا کہ کسی قوم میں انبیاء کا آنا خدا کی خاص نعمت ہے۔ جس سے دوسری قومیں محروم ہیں لہٰذا سادات کرام میں حضور کا تشریف لانا رب تعالیٰ کی خاص رحمت ہے جو اوروں کو حاصل نہیں۔

آیت نمبر ۸

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ ۔

اے نبی کی بیویو! اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو تو تم دوسری کسی عورت کی طرح نہیں ہو۔

پتہ لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متقی پرہیزگار بیویاں تمام جہان کی پرہیزگار بیویوں سے افضل ہیں کیونکہ وہ حضور کی بیویاں ہیں۔ لہٰذا سادات کرام جو متقی پرہیزگار ہیں۔ وہ دیگر پرہیزگاروں سے اعلیٰ ہیں کیونکہ وہ حضور کے نسب والے ہیں۔

آیت نمبر ۹

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

اے نبی کے گھر والو! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دُور کر رکھے اور تم کو خوب پاک وصاف رکھے۔

معلوم ہوا کہ اہل بیت خواہ ازواج مطہرات ہوں یا اولاد اطہار ہوں سب کو رب نے پاک فرما دیا۔ کیوں اس لئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلے والے ہیں۔ یہ خصوصی طہارت دوسروں کو میسّر نہیں۔ ورنہ پھر سادات کی خصوصیّت کیا ہوگی۔

آیت نمبر ۱۰۔

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ مولیٰ ہماری اولاد میں ایک جماعت اپنی مطیع و فرمانبردار رکھ۔

اس دعا سے معلوم ہوا کہ سارے سیّد کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے دوسری اسلامی قومیں تو ساری گمراہ ہو سکتی ہیں۔ پتہ لگا کہ حضرت ابراہیم کا نسب و خاندان اعلیٰ و افضل ہے کہ انہیں یہ دعائے ابراہیمی حاصل ہے۔

آیت نمبر ۱۱۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَ وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب اس شہر میں تم ہو اور تم باپ کی قسم اور اس کی اولاد کی قسم۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر یہ بھی ہے کہ والد سے مراد حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اولاد سے مراد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور کا شہر تمام شہروں سے افضل اور حضور کی اولاد پاک تمام خاندانوں سے اعلیٰ ہے کہ رب تعالیٰ نے ان کی قسم ارشاد فرمائی اور ہو سکتا ہے کہ والد سے مراد حضرت

عبداللہ و آمنہ خاتون ہوں رضی اللہ عنہما اور ولد سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔

احادیثِ شریفہ

اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بے شمار ہیں کہیں فرمایا کہ حسن وحسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ کہیں فرمایا کہ فاطمہ جنتی بیبیوں کی سردار ہیں وغیرہ چند احادیث برکت کے لئے پیش کی جاتی ہیں:

حدیث نمبر۱: مسلم شریف، ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف باب فضائل سیّد المرسلین میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی کِنَانَۃَ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِنْ کِنَانَۃَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَ اصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو چنا اور بنی کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چن لیا۔ اور بنی ہاشم میں سے مجھے برگزیدہ فرمایا۔

معلوم ہوا کہ یہ مذکورہ بالا قبیلے تمام دوسرے خاندانوں سے افضل وبرگزیدہ ہیں

حدیث نمبر۲: فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے۔

اَنَا تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ اَوَّلُھُمَا کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ الْھُدٰی وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِکِتٰبِ اللّٰہِ وَاسْتَمْسِکُوْا بِہٖ وَ حَثَّ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَرَغَّبَ فِیْہِ وَ اَھْلُ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ (مسلم)

میں تم میں دو نفیس واعلیٰ چیزیں چھوڑتا ہوں ایک تو اللہ کی کتاب جس میں ہدایت اور نور ہے لہذا اللہ کی کتاب کو لو۔ اور اسے مضبوطی سے پکڑو کتاب اللہ پر لوگوں کو رغبت دی۔ دوسرے میرے اہل بیت۔ میں تمہیں اہل بیت کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان شریف اور آلِ اطہار کی عظمت قرآن کریم کی طرح ہے۔ جیساکہ ایمان کے لئے قرآن کا ماننا ضروری ہے ایسے ہی حضور کے اہل بیت کا ماننا لازم ہے۔ دُوسرے خاندانوں کو یہ شرف کہاں نصیب۔

حدیث نمبر ۳ ۔ ترمذی نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی :

اَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّوْا اَھْلِ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ	اللہ کے لئے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی خاطر میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

حدیث نمبر ۴ : احمد نے ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ۔

اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ھَلَکَ ۔	میرے اہل بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا۔ اور جو اس سے علیحدہ رہا۔ ہلاک ہوگیا۔

حدیث نمبر ۵ : ترمذی نے زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ۔

اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَحَدُھُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ کِتٰبُ اللّٰہِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ وَلَمْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ تُخْلِفُوْنِیْ فِیْھِمَا ۔	میں تم میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ جب تک اسے پکڑے رہوگے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے ۔ ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ اللہ کی کتاب ہے جو اللہ کی دراز رسّی ہے ۔ دوسرے میری اولاد گھر والے یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس آئینگے

لہذا تم دیکھو کہ تم ان دونوں میں میری کیسی نیابت کرتے ہو۔

حدیث نمبر ٦ : مسلم شریف نے عبد المطلب ابن ربیعہ سے روایت کی۔

اِنَّ ھٰذِہٖ الصَّدَقَاتِ اِنَّمَا ھِیَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّمَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ	یہ صدقے لوگوں کے میل ہیں یہ صدقے نہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حلال ہیں نہ حضور کی اولاد کے لئے۔

یہ تمام برکتیں سید حضرات کو صرف اس لئے حاصل ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل شریف سے ہیں۔ غیر سید خواہ کتنا ہی پرہیز گار ہو اسے یہ خوبیاں حاصل نہیں ہو سکتیں معلوم ہوا کہ خاندان مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اشرف ہے۔

حدیث نمبر ٧ : ردالمختار جلد اوّل باب غسل میت میں بحوالہ حدیث شریف فرمایا۔

کُلُّ نَسَبٍ وَسَبَبٍ مُنْقَطِعٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلَّا نَسَبِیْ وَسَبَبِیْ۔	یعنی قیامت کے دن ہر نسبی اور سسرالی رشتے کٹ جائینگے اور کام نہ آئیں گے مگر میرا نسب اور سسرالی رشتہ کام آئے گا۔

پھر فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کلثوم بنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کی بنا پر نکاح کیا تاکہ حضرت علی شیر خدا سے آپ کا سسرالی رشتہ قائم ہو جائے پھر فرمایا قرآن شریف میں جو ہے فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ط قیامت میں نسب کام نہ آئیں گے۔ اس آیت کے حکم سے حضور کا نسب شریف علیحدہ ہے وہ ضرور کام آئیگا جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ساری اُمت کو بخشوائیں گے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنی اولاد کو نہ بخشوائیں۔ ساداتِ کرام کے نسب پاک کو یہ افضلیت اس لئے ہے کہ وہ حضور کا خاندان ہے۔

حدیث نمبر ۸:

اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ۔ (مسلم، بخاری، مشکوٰۃ باب مناقب قریش)	تمام لوگ قریش کے تابع ہیں۔ عام مسلمین مسلمان قریش کے تابع ہیں اور کافر لوگ کفار قریش کے فرمانبردار

حدیث نمبر ۹

لَا یَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ مَا بَقِیَ مِنْهُمْ اثْنَانِ (بخاری مسلم)	یہ خلافت قریش میں ہی رہے گی جب تک ان کے دو آدمی بھی ہوں۔

اِن احادیث سے معلوم ہوا کہ تمام مسلمان قریش کے تابع ہیں۔ اور خلافت اسلامیہ قریش ہی کے لئے ہے۔

عقلی دلائل

عقل کا بھی تقاضا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا خاندان تمام خاندانوں سے اعلیٰ اور اشرف ہو چند وجوہ سے۔

دلیل نمبر ۱۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے کنکروں پتھروں یا نوروں کو عزت حاصل ہے کہ حضور کی ناقہ شریف تمام اونٹوں سے افضل حضور کے شہر کے کنکر پتھر بادشاہوں کے تاجوں سے افضل۔ کہ رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی قسم فرمائی لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ تو جو حضرات حضور کے لختِ جگر نور نظر ہوں وہ دوسرے قبیلوں سے ضرور افضل ہیں۔

دلیل نمبر ۲: تمام لوگ زکوٰۃ صدقات کھا سکتے ہیں مگر سیّد صاحبان نہ زکوٰۃ لے سکیں نہ کوئی اور واجب صدقہ۔ کیونکہ یہ مال کا میل ہے اگر یہ نسب شریف بھی اور نسبوں کی طرح ہوتا تو دوسروں کی طرح انہیں بھی زکوٰۃ

کھانا جائز ہوتی معلوم ہوا کہ یہ نسب شریف نہایت ہی پاک ستھرا اور دیگر نسبوں سے اعلیٰ ہے۔

دلیل نمبر ۳ : سادات کرام کو یہ شرف حاصل ہے کہ نماز میں درودِ ابراہیمی میں حضور کے ساتھ ان پر بھی درود پڑھا جاتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ پٹھان، شیخ وغیرہ کسی قوم کو درود میں داخل نہ فرمایا گیا۔ سوا اس خاندان شریف کے یوں سمجھو کہ اس خاندان کی تعظیم نماز میں داخل ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام خاندانوں سے افضل یہ خاندان ہے۔

دلیل نمبر ۴ : حضرت طلحہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فصد کا خون بے ادبی کے خوف سے پی لیا۔ تو سرکار نے فرمایا اب تمہارے پیٹ میں درد نہ ہوگا۔ اور تمہیں اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ سے بچائے گا۔ جب حضور کا خون شریف پیٹ میں پہنچنے کا یہ اثر ہو تو جن کا خمیر حضور کے خون شریف سے ہو ان کی عظمت کا کیا پوچھنا!

دلیل نمبر ۵ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار ہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چیز تمام پیغمبروں کی چیزوں سے اعلیٰ ہے۔ دیکھو حضور کی امت ساری امتوں سے افضل کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ۔ تم ساری امتوں سے افضل ہو۔

حضور کی بیویاں تمام جہانوں کی بیویوں سے افضل یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ حضور کا شہر تمام نبیوں کے شہروں سے افضل۔ حضور کے صحابہ کرام تمام نبیوں کے صحابیوں سے افضل۔ اسی قاعدے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد تمام پیغمبروں کی اولاد سے اعلیٰ و افضل ہونی چاہیئے ورنہ کیا وجہ ہے کہ حضور کی نسبت اور تمام چیزوں کو اعلیٰ و افضل کر دے۔ اور اولاد شریف میں کوئی عظمت پیدا نہ کرے۔

جواب: اب تک سائل کے سوال کا جواب دیا گیا۔ اب زید کے اعتراض کا جواب بھی سنتے چلو۔

اعتراض ۱: زید کی پیش کردہ آیت یعنی اِنَّا جَعَلْنَاکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اس کا مطلب وہ نہیں جو زید نے سمجھا کہ اسلام میں حضور کے خاندان کو دوسرے خاندانوں پر کوئی بزرگی نہیں۔ اگر اس آیت کا یہ منشا ہو تو ان آیات سے تعارض اور مقابلہ ہو جائے گا۔ جو ہم نے پیش کیں۔ اس آیت کا منشا یہ ہے کہ مسلمان سارے ہی عزت والے ہیں۔ خواہ کسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں۔ کسی اسلامی قوم کو ذلیل نہ جانو۔ جیسا کہ عرب میں رواج تھا۔ کہ بعض قوموں کو حقیر و ذلیل سمجھتے تھے۔ یعنی مسلمانوں میں کوئی قوم ذلیل نہیں۔ ہاں بعض بعض سے افضل ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ	عزت اللہ و رسول اور مومنوں کے لیے ہے۔

اس میں سارے مسلمان شامل ہیں۔ بلا تشبیہ یوں سمجھا جائے کہ سارے ہی نبی عزت والے اللہ کے پیارے ہیں کسی پیغمبر کی ادنیٰ بے ادبی بھی کفر ہے۔ مگر بعض نبی بعض سے افضل ہیں۔ یا اس آیت کا منشا یہ ہے کہ کوئی نسبتی فضیلت کے گھمنڈ میں تقویٰ و پرہیزگاری نہ چھوڑے یہ دھیان رکھے کہ اللہ کے نزدیک جتنا تقویٰ زیادہ اتنا ہی درجہ زیادہ بلکہ بہت بڑی قومیت والوں کو بڑا تقویٰ چاہیئے۔ یا اس آیت کا منشا یہ ہے کہ مسلمان کسی مسلمان کو قومی طعنہ نہ دیں۔ اور نہ کسی مسلمان کو کمین سمجھے نہ کسی مسلمان کا قومی تمسخر اڑائے۔ ہر مسلمان واجب تعظیم و احترام ہے اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے۔

لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ	کوئی قوم کسی کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے کہ جس کا مذاق اڑا رہا ہے وہ

	اس سے بہتر ہو۔

کسی خاندان کے افضل ہونے سے یہ لازم نہیں کہ دوسرے کو ذلیل جانو۔ لہذا ساداتِ کرام کو یہ حق حاصل نہیں کہ دوسرے مسلمانوں کو حقیر و ذلیل جانیں ہر مسلمان کا احترام لازم ہے مگر دوسرے مسلمانوں کو چاہیئے کہ سادات کرام کا اس لئے اعزاز و اکرام کریں کہ یہ لوگ اس رسول کی اولاد ہیں جنہوں نے ہمیں کلمہ پڑھایا۔ جنہوں نے ہمیں قرآن و ایمان دیا صلی اللہ علیہ وسلم۔

اعتراض نمبر ۲ : بعض لوگ اس آیت سے دھوکا کھاتے ہیں۔

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ -	ہرگز کام نہ آئیں گے تمہارے رشتہ دار اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں نہ کوئی نسب کام آئے گا نہ اولاد۔ اس ارحام اور اولاد میں سارے رشتے اور ساری اولادیں داخل ہیں خواہ نبیوں کی اولاد ہو یا ولیوں کی۔

جواب : اس آیت کریمہ میں ان مسلمانوں سے خطاب ہے جن کی اولاد اور قرابت دار کافر تھے اور وہ مسلمان رشتے کی بنا پر ان کی طرفداری کرتے تھے۔ انہیں فرمایا جا رہا ہے کہ تم اسلام کے مقابلہ میں ان کافر قرابت داروں کی حمایت نہ کرو۔

اس آیت کو انبیاء کرام کے رشتوں اور صالح اولاد سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ اس رکوع کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے شروع فرمایا:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ (الآیۃ)	اے مسلمانو! تم میرے اور اپنے دشمنوں یعنی کافروں کو دوست نہ بناؤ

اور یہ رکوع حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوا جنہوں نے اپنے بال بچوں کی حفاظت کی خاطر کفار مکہ کی جاسوسی کی کہ

مسلمانوں کے خفیہ راز انہیں لکھ بھیجے کیونکہ ان کے بچے مکہ معظمہ میں کفار کے پاس تھے اس تمہاری پیش کردہ آیت کے آخر میں ہے یُفصِل بینکم اللہ قیامت میں تم میں اور تمہارے ان رشتہ داروں میں فاصلہ کر دے گا کہ تمہیں جنت میں اور انہیں دوزخ میں داخل فرما دے گا - اس آیت کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ مسلمانوں کو بتا رہا ہے کہ انہوں نے اسلام کے مقابلہ میں اپنی کافر قوم سے پوری طرح علیحدگی اختیار کی ان تمام علامتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کافر رشتہ دار مراد ہیں اس آیت کی تفسیر یہ آیت شریفہ ہے :

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ (الآیہ)

آپ مسلمانوں کو ایسا نہ پائیں گے کہ وہ اللہ رسول کے دشمنوں سے محبت رکھیں اگرچہ وہ ان کے باپ دادے ہوں - یا بیٹے پوتے ہوں یا کنبہ والے ہوں - (الآیہ)

نیز فرمایا :

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ

اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن ہیں ان سے پرہیز کرو-

ان آیات نے بتایا کہ اس آیت کریمہ میں کافروں کے رشتہ دار اور کافر اولاد مراد ہیں-

اعتراض نمبر ۳ :

یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ -

جس دن صور پھونکا جائے گا تو نہ ان بندوں کے آپس کے رشتے رہیں گے - اور نہ ایک دوسرے کا حال پوچھیں گے -

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن سارے نسب بیکار ہیں خواہ نبی کا نسب ہو یا ولی کا کوئی قیامت میں کام نہ آوے گا۔ لہٰذا سیّد اور غیر سید دں میں کوئی فرق نہیں۔

جواب : اس آیت کریمہ میں قیامت کی دہشت اور اس کے اوّل وقت کی افرا تفری کا ذکر ہے کہ جب عدل الٰہی کا ظہور ہوگا تو نسبتی محبتیں اور قرابت کی مدد وغیرہ سب ختم ہو جائیں گی۔ اور ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ کسی کو دوسرے کی فکر نہ ہوگی جس کی تفصیل دوسری جگہ رب تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمائی :

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ۔	اس دن انسان اپنے بھائی اور ماں باپ بیوی و اولاد سے بھاگے گا۔ ہر شخص کا یہ حال ہوگا کہ دوسرے سے بے خبر کردے گا۔

اس آیت میں بعض نسبوں کی عظمت کا انکار نہیں ہے نسب کی عظمت اور چیز ہے اور قیامت کی دہشت دوسری چیز قیامت کے اول وقت تو دیگر انبیاء کرام بھی شفاعت سے انکار فرمائیں گے۔ اور سوائے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی بھی بارگاہ میں لب کشائی کی جرأت نہ کرے گا۔ تو کیا اس ہیبت ذوالجلال سے یہ لازم ہے کہ وہ حضرات عزت والے نہیں ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اور یہ بھی خیال رہے کہ قیامت کی وحشت بھی عام انسانوں کو ہوگی۔ اللہ کے بعض خاص بندے اس وحشت سے محفوظ ہوں گے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰئِكَةُ۔	انہیں قیامت کی بڑی گھبراہٹ غمگین نہ کرے گی اور ان کا فرشتے استقبال کریں گے۔

نیز فرماتا ہے :

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔	اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو اس دن خوف نہ ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔

بلکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ اللہ کے پیارے بندوں کی دوستی وہاں بھی قائم رہے گی اور دوسری دوستیاں دشمنی سے بدل جائیں گی۔ فرماتا ہے :

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ط اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ۔	اسی دن دوست بعض بعض کے دشمن بن جائیں گے۔ سوا پرہیزگاروں کے۔

غرضیکہ اس آیت سے نہ تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا میں انبیائے کرام کے نسب کو بزرگی نہیں اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ قیامت میں نسب کام نہ آئیں گے۔

اعتراض نمبر ۴ : حدیث شریف میں ہے کہ سب کی پیدائش آدم علیہ السلام سے ہے اور آدم علیہ السلام کی پیدائش خاک سے پتہ لگا۔ کہ سب انسان نسب میں برابر ہیں اور کسی کو کسی پر کوئی عظمت نہیں۔

جواب : اس حدیث کا مقصد بھی وہی ہے کہ کوئی قبیلہ کسی خاندان کو برا نہ سمجھے ذلیل نہ جانے کیونکہ سب کی اصل خاک ہے۔ اور خاک میں عجز و انکسار ہے۔ ایسی عجز وانکسار کی وجہ سے خاک میں پھل پھول باغ کھیت ہوتے ہیں۔ آگ میں تکبر وغرور ہے اس لئے وہاں یہ کچھ نہیں ہوتا یہ مقصد نہیں کہ کسی نسب کو کسی دوسرے پر فضیلت نہیں بلکہ حدیث سے اشارہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ بعض نسب بعض سے افضل ہیں کیونکہ سب انسانوں کی اصل خاک ہے اور بعض خاک دوسری خاک سے افضل ہے مدینہ پاک کی خاک دوسری خاک سے

بڑھ کر۔ مسجد کی خاک بازار کی خاک سے بہتر۔ جبریل امین کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک فرعونی گھوڑے کی خاک سے بہتر (از قرآن) عمدہ زمین کی خاک شورہ زمین کی خاک سے بہتر کہ شورہ زمین میں کچھ نہیں پیدا ہوتا۔ اسی طرح جن نسبوں کو انبیاء کرام سے تعلق ہو گیا۔ ان کی خاک دوسرے نسبوں کی خاک سے افضل ہے۔ نیز خاک میں دو خصوصی صفتیں ہیں ایک یہ کہ ہمیشہ نیچے کو گرتی ہے اگر وہ اوپر کو جائیگی۔ تو دوسرے کے پھینکنے سے اور خارجی طاقت سے دوسرے یہ کہ خاک ہمیشہ پھل پھول اگانے میں پانی کی محتاج ہے۔ اسی طرح ہر انسان طبعی طور پر پستی کی طرف گرتا ہے ہاں اللہ والوں کی نظر کی برکت سے اسے بلندی بھی ملتی ہے اور فیض بھی حاصل ہوتا ہے۔ سادات کرام کو یہ عظمت اپنی ذاتی طور پر نہیں ملی بلکہ اس لیے کہ انہیں نبوت کی نسبت نے بلند کر دیا۔

اعتراض نمبر ۵ : حدیث پاک میں ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

یَا فَاطِمَۃُ سَلِیْنِیْ مِنْ مَالِیْ مَا شِئْتِ لَا اُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰہِ۔	اے فاطمہ تم جو چاہو میرا مال مانگ لو میں تم سے خدا کا عذاب دُور نہیں کر سکتا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور کا نسب ان کی خاص صاحبزادی کے لئے بھی فائدہ مند نہ ہوا۔ تو دوسرے سیّدوں کو کیا کام آوے گا۔ جو اور نسبوں کا حال ہے وہی حضور کے نسب کا حال ہے۔

جواب : یہ حدیث اول تبلیغ کی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کا حکم دے رہے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اے فاطمہ ایمان لاؤ اگر یہ ایمان قبول نہ کیا تو یہ سب نسب کام نہ آوے گا۔ اور جو شخص حضور کے نسب میں تو ہو مگر مومن نہ ہو وہ سیّد نہیں کیونکہ وہ مسلمان ہی نہیں رب تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرماتا ہے۔

اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ۔	اے نوح ! یہ کنعان تمہارا گھر والا نہیں کیونکہ وہ بدکار ہے۔

کوئی مرزائی، رافضی، چکڑالوی، وہابی سیّد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ سیّد ہونے کے لئے ایمان ضروری ہے اور وہ ایمان سے بے بہرہ ہے۔ کفر کی وجہ سے سارے نسبتی رشتہ ٹوٹ جاتے ہیں۔ اسی لئے کافر نہ مومنہ سے نکاح کر سکے اور نہ مومن کی میراث پائے اور نہ مومنوں کے قبرستان میں دفن ہو۔ جب کافر اولاد کو مومن باپ کی مالی میراث نہیں مل سکتی تو کافر کو نسبی شرافت و عزت کیسے مل سکتی ہے۔ ابولہب بنی ہاشم سے ہے مگر اس کی کوئی شرافت نہیں لہٰذا صرف مومن سادات کرام انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف سے ضرور فائدہ پہنچے گا۔ حضور کی نسبت سے سارے مسلمان فائدہ اٹھائیں گے کہ جہنمی جنتی ہو جائیں گے اور گنہگار معافی پائیں گے۔ جب نسبت کام آ رہی ہے تو نسب کیوں نہ کام آ دے گا۔ ربّ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔	اگر یہ لوگ جب بھی اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس آ جاویں اور اپنے رب سے بخشش مانگیں اور تم بھی شفاعت کرو تو اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان پائیں

ربّ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔	اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا۔ حالانکہ اے محبوب ان میں تم ہو۔

خود آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ	میری شفاعت میری اُمت کے گناہ کبیرہ والوں کے لئے ہے۔

نیز فرماتے ہیں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ	حضور کی شفاعت سے ایک

يَشْفَاعَةِ مُحَمَّدٍ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ۔ (بخاری)	بہت بڑی جماعت دوزخ سے نکلے گی جنہیں جہنمی کہا جائے گا۔

شفاعت کی آیات اور احادیث بہت ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی شفاعت ہر اس شخص کو نصیب ہو گی جس کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ لہٰذا یقیناً حضور کی اولاد خصوصی شفاعت سے فائدہ اٹھائے گی۔

خاتمہ اور ضروری ہدایات

سَاداتِ کرام کے متعلق چند ضروری باتیں اور خاص ہدایتیں یاد رکھنی چاہئیں :

پہلی ہدایت : حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی وہ اولاد جو حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے ہے اسے سیّد کہتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ اولاد جو دوسری بیویوں کے بطن سے ہے اسے علوی کہتے ہیں سیّد نہیں کہتے۔ جیسے محمد ابن حنفیہ وغیرہم۔ یہ تمام فضائل اس اولاد شریف کے ہیں جو حضرت فاطمہ زہرا خاتونِ جنت کے بطن سے ہوں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف میں یہ ہی حضرات داخل ہیں۔

دوسری ہدایت : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو سیّد دو وجہ سے کہتے ہیں ایک یہ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں شہزادوں حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق ارشاد فرمایا :

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔	میرے حسن و حسین جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔

یعنی جوانی میں جو فوت ہوئے ان کے سردار ہیں نیز امام حسین رضی اللہ

عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا :

اِبْنِی هٰذَا سَیِّدٌ لَعَلَّ اللّٰہ یُصْلِحُ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔	میرا یہ فرزند سیّد یعنی سردار ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرا دے

چونکہ ان شہزادوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّد فرمایا اس لئے ان کی اولاد کو بھی سیّد کہا گیا ہے۔ دوسرے اس لئے کہ سید کے معنی ہیں سردار اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ہے سید المرسلین یہ حضرات ان کی اولاد ہیں ہیں تو رسولوں کے سردار کی اولاد بھی مسلمانوں کی سردار کہلاتی ہے۔ سبحان اللہ حضور نبیوں کے سردار حضرت علی شیر خدا ولیوں کے سردار، حضرت فاطمہ زہرا مسلمان بیبیوں کی سردار، حضرت حسنین شہیدوں کے سردار۔ سرداری ان پر عاشق ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے۔ سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ غرضیکہ اللہ کے پیاروں کو خود رب تعالیٰ نے سیّد فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّد فرمایا۔

تیسری ہدایت : سیّد وہ ہوگا جس کا باپ سیّد ہوگا۔ اگر ماں سیّدانی ہے اور باپ غیر سیّد تو وہ سیّد نہیں۔ نہ اس پر سیّد کے احکام جاری ہوں اسے زکوٰۃ کھانا بھی جائز ہے۔ کیونکہ نسب باپ سے ہے نہ کہ ماں سے اور اگر باپ سید ہے اور ماں غیر سیّد تو وہ سیّد ہی ہے۔ اور اگر دونوں ماں باپ سیّد ہیں تو وہ نجیب الطرفین سید ہے۔ جیسے حضور غوث ثقلین رضی اللہ عنہ کہ والد حسنی سید اور والدہ حسینی سیّدہ۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ بھی حسنی سیّد ہوں گے۔ فی زمانہ حسنی سیّد کم ہیں حسینی سیّد زیادہ ہیں مگر دونوں واجب التعظیم ہیں۔

چوتھی ہدایت : سیّد حضرات کے جو فضائل بیان ہوئے ان کا مطلب یہ نہیں کہ وہ حضرات نیک کام نہ کریں۔ نماز نہ پڑھیں صرف خاندانی شرافت

کی وجہ سے وہ اعمال سے علیحدہ ہو گئے۔ یہ خیال محض غلط اور باطل ہے۔ سادات کرام کو دوسروں سے زیادہ نیکیاں کرنی چاہئیں تاکہ وہ حضرات اوروں کے لئے مثال بنیں۔ فسٹ کلاس والے مسافر کو تھرڈ کلاس والے مسافر سے زیادہ روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ انہیں لازم ہے کہ وہ اپنے اسلاف کا نمونہ بنیں۔ امام حسین نے خنجر کے نیچے نماز پڑھی اگر ان کی اولاد بلا وجہ نماز چھوڑے۔ تو بڑے افسوس کی بات ہے۔

پانچویں ہدایت : جتنے سادات کرام کے فضائل بیان ہوئے وہ ان کے لئے ہیں جو صحیح النسب خاندانی سیّد ہوں۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے لے کر ان تک ان کی نسل میں غیر سید نہ آیا ہو فی زمانہ نقلی سیّد بہت بن گئے کہ سیّد نہیں مگر سیّد کہلاتے ہیں یہ سخت حرام اور شدید ترین جرم ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس غلام پر لعنت فرمائی جو اپنے کو غیر مولیٰ کی طرف نسبت کرے اور اس شخص پر لعنت فرمائی جو اپنے کو غیر خاندان سے منسوب کرے۔ جو سیّد نہ ہو اور سیّد بنے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا بھی مستحق ہے۔ نیز وہ اپنی ماں کو گالی دیتا ہے اس کا نکاح غیر سید سے ہوا اور وہ سید کو اپنی ماں کا خاوند بتاتا ہے۔ دیکھو حضرت زید ابن حارث رضی اللہ عنہ حارثہ کے بیٹے تھے انہیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا۔ لوگ بھی انہیں اسی وجہ سے زید ابن محمد کہتے تھے۔ قرآن کریم نے اس سے سخت منع فرمایا۔ ارشاد فرمایا :

وَمَا جَعَلَ اللّٰہُ اَدْعِیَاءَکُمْ اَبْنَاءَکُمْ ذَالِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاھِکُمْ۔	اللہ نے تمہارے پالکوں کو تمہارا بیٹا نہ بنایا۔ یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے۔

پھر اسی سے بھی منع فرمایا کہ ارشاد فرمایا :

اُدْعُوھُمْ لِاٰبَاءِھِمْ	انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر

هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّيْنِ۔

پکارا کرو یہ اللہ کے نزدیک ٹھیک ہے۔

پھر اگر تمہیں ان کے باپ نہ معلوم ہوں تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ جب حضرت زید کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا حرام ہوا۔ حالانکہ وہ حضور کے پرورده اور پالک بھی تھے تو جو کوئی اپنے کو سیّد کہہ کر حضور کی اولاد کہے۔ حالانکہ وہ سیّد نہ ہو وہ اس آیت کی رُو سے کتنا بڑا مجرم ہے۔ نیز جو لوگ غصہ میں اپنی بیوی کو ماں کہہ دیں ان کے بارے میں قرآن شریف یوں فرماتا ہے۔

وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ۔

اور تمہاری ان بیویوں کو جنہیں تم اپنے ماں کے برابر کہہ دو۔ رب نے تمہاری ماں نہ بنایا۔

دُوسری جگہ انہیں ظہار کرنے والوں کے متعلق قرآن کریم یوں ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا

وہ جو تم میں سے اپنی بیویوں کو اپنی ماں کی جگہ کہدیں وہ ان کی مائیں نہیں انکی مائیں تو وہ ہیں جن سے وہ پیدا ہوئے۔ اور بے شک یہ لوگ بُری اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں۔

جب اپنی بیوی کو ماں سے تشبیہ دینے کو قرآن کریم نے بُری بات اور جھوٹ قرار دیا۔ اور ان کی سخت سزا مقرر فرمائی۔ تو اپنے غیر

باپ کو باپ کہنے والا بھی قرآن کے اس فتویٰ کی رُو سے بڑا جھوٹا اور عذاب نار کا مستحق ہے۔ غرضیکہ جو سیّد نہ ہو اور اپنے کو سیّد کہے وہ اپنی ماں کو گالی دیتا ہے۔ اور نبی کریم کے نزدیک لعنتی ہیں۔ رب کے نزدیک جھوٹے فریبی، مکار، مستحق عذاب نار ہیں۔ مسلم شریف کتاب الایمان میں ہے۔

مَنِ ادَّعیٰ اِلیٰ غَیْرِ اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ غَیْرُ اَبِیْہِ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ	جو اپنے کو اپنے غیر باپ کی طرف نسبت کرے اور جانتا ہو کہ یہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے

دوسری روایت یہ ہے۔ مَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیْہِ فَھُوَ کُفْرٌ۔
تیسری روایت میں ہے۔ مَنِ ادَّعیٰ اَبًا فِی الْاِسْلَامِ غَیْرَ اَبِیْہِ یَعْلَمُ اَنَّہٗ غَیْرُ اَبِیْہِ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ
یعنی جو دیدہ دانستہ اپنے کو اپنے غیر باپ کی طرف نسبت کرے۔ تو اس پر جنت حرام ہے۔ اور وہ کافر ناشکرا ہے۔

چھٹی ہدائیت: سیّد قوم کا آدمی اگر اسلام سے خارج ہو جائے ہندو، سکھ یا مرزائی رافضی وغیرہ بن جائے تو نہ وہ سیّد ہے نہ اس کے یہ فضائل ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔ کیونکہ کفر کی وجہ سے اس کا نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹوٹ گیا۔ وہ شریعت میں اپنے باپ کے خاندان سے ہی نہ رہا۔ قرآن کریم نوح علیہ السلام کے بیٹے کنعان کے بارے میں فرماتا ہے:

اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ	اے نوح یہ کنعان تمہارا گھر والا نہیں اس کے عمل خراب ہیں۔

جب نوح علیہ السلام کا سگا بیٹا کنعان کفر کی وجہ سے ان کا بیٹا نہ رہا۔ تو اب اس قسم کے بے دین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کیسے بن

سکتے ہیں۔ نیز قرآن کریم عاص بن وائل کے بارے میں فرماتا ہے۔
اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ — اے محبوب تمہارا بدگو ادتر ہے۔
دیکھو عاص ابن وائل صاحب اولاد تھا۔ مگر رب تعالیٰ نے اسے ابتر یعنی بے اولاد فرمایا۔ کیونکہ اس کی ساری اولاد مسلمان ہوگئی اور وہ کافر رہا لہذا نہ وہ اس اولاد کا باپ مانا گیا۔ اور نہ وہ لوگ اس کی اولاد۔ پتہ لگا کہ دین کے اختلاف سے نسب ختم ہو جاتا ہے نسب کے لئے دین میں اتحاد شرط ہے۔ بلکہ اس پر شریعت کے احکام بھی جاری نہیں ہوتے۔ چنانچہ مسلمان باپ کا کافر بیٹا میراث نہیں پاتا۔ بلکہ کافر بیٹا دوسرے وارثوں کے لئے حاجب نہیں بنتا۔ نہ حجب حرمان نہ حجب نقصان باپ کے ساتھ قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتا۔ باپ اس کافر بیٹے کی شرعی تجہیز و تکفین نہیں کر سکتا۔ بلکہ بعض مومن مائیں اپنے کافر بیٹے سے پردہ کرتی ہیں۔ کافر مرد کا مومنہ عورت سے نکاح نہیں ہوتا۔ غرضیکہ جنازہ۔ میراث۔ نکاح۔ دفن کفن وغیرہ احکام نہ وہ کافر کا باپ نہ مومن کی اولاد۔

اسی طرح جو اپنے کو سید کہے گا مگر ہو مرتد وہ مسلمان ہی نہیں سید ہونا تو بہت بڑی بات ہے۔ الحمد للہ کہ یہ فتویٰ بہت مشغولیت کی حالت میں بقدر ضرورت مکمل ہوا۔ اس کا نام الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول رکھتا ہوں رب تعالیٰ قبول فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمدٍ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم

مفتی احمد یار خاں